عابد رضا بیدار

قطر

خلیج فارس کی ایک عرب ریاست

جزیرہ نمائے قطر، سعودی عرب کے شمال مشرقی ساحل میں ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست ہے۔ بوڑھے شیخ علی بن عبداللہ الثانی ۱۹۴۹ء سے اس کی حکومت سنبھالے ہوئے ہیں۔ اٹھارہویں وانیسویں صدی کے بڑے حصہ میں ریاست قطر، سلطنتِ مسقط وعمان کا ایک جزو تھی۔ ۱۸۷۲ء سے ۱۸۸۰ء تک سلطان ترکی کا قبضہ رہا۔ اور ۱۸۸۲ء سے برطانیہ نے اسے اپنے زیر حفاظت لے لیا اور ۱۹۱۶ء میں ایک باقاعدہ معاہدہ کی رُو سے شیخ قطر نے برطانیہ کو نگران اور محافظ کے سارے حقوق دیئے۔ ۱۹۲۷ء میں جب برطانیہ نے ابنِ سعود کی حکومت کو تسلیم کیا تو ان دونوں میں ایک معاہدہ کے مطابق یہ طے پایا کہ سعودی عرب قطر اور دوسری ساحلی ریاستوں سے دوستانہ اور پُرامن تعلقات رکھنے کے ساتھ ساتھ ان ریاستوں میں برطانیہ کی مخصوص پوزیشن کا لحاظ کرے گا۔ برطانیہ کے زیر حفاظت آنے کے بعد سے بحرین کا برطانوی ایجنٹ بحرین اور کویت کے ساتھ، قطر کی بھی نگرانی کرتا ہے۔ اور قطر میں ایک انگریز مشیر مالیات اور ایک اور انگریز مشیر سیاست حکومت کی تمام پالیسی کو کنٹرول کئے رہتے ہیں۔ مثلاً ہر سرکاری چیک پر شیخ قطر کے ساتھ مشیر مالیات کے دستخط ہونے لازمی ہیں۔ انتظامی امور میں برطانیہ کا عمل دخل اس حد تک ہے کہ تقریباً تمام سرکاری شعبوں کے سربراہ انگریز ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی ایک وجہ خود قطریوں میں صلاحیت کی کمی بھی ہو سکتی ہے۔

کوئی ۸۰۰۰ مربع میل میں پھیلی ہوئی یہ عرب ریاست تقریباً پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے اس طرح اوسطاً ایک مربع میل میں صرف چھ آدمی آباد ہیں۔ قطر تقریباً ۲۳ ۳/۴۔ اور ۲۴ ۱/۴ شمالی عرض البلاد اور تقریباً ۵۰ ۱/۲۔ اور ۵۱ ۱/۲ مشرقی طول البلاد میں واقع ہے۔ خلیج فارس میں نکلا ہوا صحرائے عرب کا یہ جزیرہ نما شمال، مشرق اور مغرب میں پانی سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے شمال مغرب میں جزیرہ بحرین، جنوب مغرب میں سعودی عرب اور جنوب میں خلیج فارس کی وہ شہری ریاستیں ہیں جو برطانیہ کے معاہد ہیں۔ اور اس کے زیر سایہ ہیں۔ یہ علاقہ مُعاہدہ عمان کہلاتا ہے جس میں ابوظبی، دبئی، کلبتہ، راس الخیمہ، ام القوین اور اجمن کی شہری ساحلی ریاستیں شامل ہیں۔ مشرق میں چند میل چوڑی خلیج قطر کو ایران کے ساحلوں سے جدا کرتی ہے۔

طبعی ساخت کے اعتبار سے قطر ایک ساحلی میدان ہے جس کا کوئی حصہ ۵۰۰ فٹ سے زیادہ اونچا نہیں۔ زمین ریگستانی ہے جس میں کہیں کہیں دور تک پھیلی ہوئی بھوری بھوری ریت کے درمیان کوئی نخلستان نظر آجاتا ہے۔ خطِ سرطان بالکل وسط

سے گزرتا ہے اور یوں تقریباً پورا قطر منطقہ حارہ میں آجاتا ہے۔ آب و ہوا بالکل خشک اور بے کیف ہے۔ بارش کا بڑا حصہ جس کا سالانہ اوسط ۳۔۴ انچ سے زیادہ نہیں سردیوں میں پڑتا ہے۔ نتیجتاً پورا ملک نباتات سے قریب قریب بالکل محروم ہے جہاں نچلی وادیوں میں کچھ پانی جمع ہو جاتا ہے اور تھوڑی سی گھاس نکل آتی ہے۔ جسے بدو عرب اپنے مویشیوں کو کھلا سکتے ہیں۔ ملک کی آبادی کا ایک حصہ ان دودھ اور چمڑا دینے والے جانوروں ہی سے اپنی روزی کماتا ہے۔ نخلستانوں کے علاوہ کچھ موزوں علاقوں میں کنوؤں سے آبپاشی کی مدد سے کچھ ترکاریاں اگائی جاتی ہیں۔ ان کنوؤں کے علاوہ تمام ریاست میں کوئی نہر یا ندی نہیں۔ ملک کی ساری زراعت ان ترکاریوں یا امراء کے چند باغوں پر مشتمل ہے۔ قطر کی سرزمین یہاں کے باشندوں کیلئے اناج کا ایک دانہ بھی نہیں اُگاتی۔

قطر کے رہنے والے نسلاً آریائی اور سامی ہیں۔ آبادی کا بڑا حصہ عرب باشندوں پر مشتمل ہے۔ ایک تہائی کے قریب ایرانی ہیں جو ملکی تجارت پر چھائے ہوئے ہیں۔ دوسری جگہ کے باشندوں میں کچھ پاکستانی بلوچی گنے چنے ہندوستانی اور سو سے بھی کم انگریز ہیں۔ یہ لوگ چھوٹے چھوٹے شہروں میں رہتے ہیں۔ جن کی حیثیت ہمارے اچھے گاؤں سے کم ہی سمجھنا چاہئے یہاں کے شہروں کے لئے۔ ۵۰۰ گھروں کی آبادی کافی سے زیادہ ہے۔ قطر کا سب سے بڑا شہر اور دارالحکومت دوحہ ہے جس کی آبادی ۱۵۰۰۰ کے لگ بھگ ہے۔ دوسرے بڑے شہروں میں جن کی آبادی ۲، ۳ ہزار سے زیادہ نہیں الخور، وکرہ، دخان، اور مسعید ہیں۔ مسعید اور دخان بندرگاہ ہیں۔

چاول اور مچھلی قطریوں کی عام اور مرغوب ترین غذا ہے۔ مچھلی کے علاوہ دنبہ کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے مگر کم یہ عجیب بات ہے کہ قطری تمام ریگستانی علاقوں کے برخلاف جہاں گیہوں کھایا جاتا ہے مانسونی علاقوں کی مرغوب غذا استعمال کرتے ہیں۔ اس کا سبب ساحل سمندر سے ان کی قربت اور چاول کی آسانی سے دستیابی ہو سکتی ہے۔ دوسری ضروریاتِ زندگی کی طرح قطری اپنی غذا کے لئے بھی دوسروں کے سہارے پر ہیں۔

قطریوں کا لباس اور طرزِ معاشرت عربوں سے ملتا جلتا ہے۔ مرد ایک لمبا کرتا، پاجامہ اور عبا پہنتے ہیں اور سر پر ایک سفید رومال باندھتے ہیں، جسے غطرہ کہتے ہیں۔ سخت گرمی میں بھی عبا لازمی سمجھی جاتی ہے۔ اگر پہننے کی تاب نہ ہو تو بغل میں یا کاندھے پر ہی سہی بہرحال ہونا ضرور ہے۔

نئے تعلیم یافتہ طبقہ میں انگریزی لباس آہستہ آہستہ مقبول ہو رہا ہے۔ مگر بڑے محدود پیمانہ پر قطری ایک دوسرے سے ملاقات کے موقع پر مصافحہ کرنے کے بجائے ناک سے ناک ملاتے ہیں۔ اور سلام کے لئے "مسا اللہ بالخیر" کہتے ہیں۔ عورتوں میں پردے کا سخت رواج ہے۔ پورا چہرا ایک موٹی نقاب لٹواتہ سے ڈھکا رہتا ہے۔ جس میں صرف آنکھوں کا حصہ کھلا ہوتا ہے دس برس کی عمر سے لے کر مرتے دم تک ہر عورت اپنے چہرہ پر یہ چمڑے کا سا نقاب چڑھائے رہتی ہے۔ گھر کے اندر ماں باپ، بھائی بہن اور شوہر تک کے سامنے یہ مصنوعی چہرہ چڑھا رہتا ہے۔ عورتیں عورتوں سے باتیں کرتی ہیں تو بھی اس مصنوعی چہرے کے

پیچھے سے اس مصیبت سے صرف سوتے وقت چھٹکارا ملتا ہے باہر نکلتے وقت عورتیں سر سے پاؤں تک ایک مہیب لبادہ میں چھپی ہوئی نکلتی ہیں۔

معاشی اعتبار سے قطر مشرق وسطی کے سب سے زیادہ مالدار علاقوں میں سے ایک ہے دولت کا سرچشمہ پہلے موتی تھے اب تیل کے ذخیرے ہیں۔ ۱۹۳۵ء سے یہاں تیل کی تلاش شروع ہوئی۔ تیل کی تلاش کی مراعات عراق تیل کمپنی کی ایک شاخ قطار تیل کمپنی کو ۱۹۳۵ء سے ۲۰۱۰ء تک کے لئے ۱۹۳۷ء میں طے ہوئیں اور ۱۹۴۰ء میں اتنا تیل نکلنے لگا تھا کہ اسے تجارتی مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکے۔ پچھلے ۶، ۷ برس کے اندر تیل کے معلوم ذخیرے ۲۰ گنی تعداد تک پہنچ گئے بین الاقوامی اندازے کے مطابق یہ ذخیرے ڈیڑھ ارب بیرل سے کسی طرح کم نہیں بلکہ خود کمپنی کا اندازہ تو تین ارب تک ہے۔ خام تیل کے ان ذخیروں کی پٹہ دار مالک ایک تو قطار تیل کمپنی ہی ہے۔ ایک دوسری ڈچ کمپنی نے بھی ۱۹۵۲ء میں ایک چھوٹے سے علاقے کے لئے ۲۰۰۷ تک کے لئے مراعات حاصل کر لی ہیں۔ تیل کی مجموعی پیداوار کے لحاظ سے مشرق وسطی کے ممالک میں سعودی عرب، ایران اور عراق کے بعد اسی چھوٹی سی ریاست کا نمبر ہے۔ ۱۹۴۹ء میں جب اس کی باقاعدہ برآمد شروع ہوئی تو تقریباً ستر ملین بیرل تیل نکال گیا تھا جب سے یہ مقدار برابر ترقی پذیر ہی ہے۔ اب قطر کی آمدنی کا ۹۵ فیصدی تیل کی رائلٹی سے ہی ملتا ہے۔ جس کا ۲۵ فیصدی شیخ قطر کے لئے وقف ہے اور باقی قطریوں کیلئے ہے۔ ۱۹۵۱ء میں تیل کی رائلٹی ۲۔۳ روپے فی ٹن سے بڑھاکر دس روپے کر دی گئی اور پھر ستمبر ۵۲ء میں مصدق کی تحریک کے زیر اثر قطر میں بھی نصف نصف پر معاہدہ ہو گیا اور اس طرح اس سال کمپنی کو نوے لاکھ ڈالر ادا کرنا پڑے، حالانکہ اس سے پہلے سال صرف دس لاکھ میں کام چل گیا تھا۔ ۵۴ء میں یہ رقم ایک کروڑ ساٹھ لاکھ تک پہنچ گئی۔ یہی موجودہ قطر کی خوشحالی کا سبب بن گئی۔ ہر گھر میں اور ہوٹلوں کے جھونپڑوں تک کے اندر ریڈیو پر صوت العرب (قاہرہ) کی گونج سنائی دیتی رہتی ہے۔ سنگلاخ زمینوں پر جدید ترین ماڈل کی چمکتی دمکتی دوڑتی ہوئی کاروں کی بہتات ہے۔ شیورلیٹ غریبوں کی کار سمجھی جاتی ہے۔ عام طور سے دو سال کے اندر اچھی سے اچھی کار کھٹکڑا ہو جاتی ہے۔ اور اس کی جگہ ایک نئی کار لے لیتی ہے۔ گھروں میں بھی بالعموم معتدلیتہ (ایر کنڈیشنڈ) کمرے ریفریجریٹر اور برقی پنکھے ہوتے ہیں۔ عوامی معیار زندگی بھی کافی اونچا ہے۔ معمولی مزدوروں کی ماہانہ آمدنی بھی دو ڈھائی سو سے کم نہیں ہوتی۔ سامان تعیش جو مغربی ملکوں سے آتا ہے بہت سستا ہے۔ لیکن اشیائے خوردنی گوشت، انڈے، مچھلی، چاول وغیرہ ہندوستان سے کئی گنا مہنگی ہیں۔

تیل کے سوا قطر کے پاس باہر بھیجنے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ ضروریات زندگی کی ساری چیزیں اناج، کپڑا، جوتے صابون اور سربند ڈبوں میں ترکاریاں، سب کی سب باہر سے اور زیادہ تر انگلستان سے آتی ہیں۔ اور تو اور اپنے سکہ تک کے لئے قطریوں کے پاس اپنا کوئی علیحدہ انتظام نہیں۔ اور آس پاس کی دوسری چھوٹی موٹی ریاستوں کی طرح یہاں بھی ہندوستانی سکے رائج ہیں۔ اپریل سے ہندوستان کے ساتھ ساتھ ان ریاستوں میں بھی ہندوستان کے اعشاری سکے رائج ہیں۔ تجارت سب کی سب

بحرین کے ذریعہ ہوتی ہے۔

قطریوں میں دینی رجحان بہت زیادہ قوی ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر وہابی (حنبلی۔سلفی) عقیدے کے ہیں۔ اور روزہ اور نماز کے بڑے پابند ہیں۔ ملک میں طوائفیں بالکل نہیں ہیں۔ شراب قانوناً ممنوع ہے۔ لوگوں میں عام طور سے ایمانداری زیادہ ہے۔ اسی لئے جرائم کی تعداد بہت کم ہے۔ قاضی ریاست مذہبی سربراہ اور فیصل ہوتا ہے۔

قطر میں محرم، عید میلاد النبیؐ اور بعض دوسرے تہوار جن کا ہندوپاکستان میں عام رواج ہے۔ بالکل نہیں منائے جاتے عید اور بقرعید کے علاوہ یہ لوگ ایرانیوں کے نوروز کی طرح اپنے یہاں کے موسم بہار کی ابتدا پر دو تین روز خوشی ضرور مناتے ہیں۔

جدید قطر کی تاریخ یوں بھی ۸۰ سال سے زیادہ پرانی نہیں۔ اس عرصہ میں تعلیم میں بھی کسی قدر ترقی ہوئی ہے۔ پوری ریاست میں اس وقت تقریباً ۲۰ پرائمری اسکول، ایک مدرسہ دینیات، ایک بورڈنگ اسکول، ایک ٹیکنیکل اسکول ——— اور صرف ایک ہائی اسکول ہے۔ ہائی اسکول کا نصاب بالکل مصری نصاب کی پیروی ہے۔ ہائی اسکول میں جو دارالحکومت دوحہ میں واقع ہے۔ طلباء کی تعداد ۸۰ کے قریب ہے۔ اور ریاست کے تمام اسکولوں میں ملا کر ۱۵۰۰ کے لگ بھگ ——— قطر کی حکومت تعلیم کی اشاعت میں بہت دلچسپی لے رہی ہے۔ خود شیخ ریاستِ قطر کو ذاتی طور سے علم سے بیحد دلچسپی ہے۔ طلبہ میں تعلیم کی رغبت پیدا کرنے کے لئے انہیں بھاری وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ اور انہیں ضروریات زندگی کی سب چیزیں مثلاً کپڑے جوتے کتابیں وغیرہ مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ بچوں کو لانے لے جانے کے لئے حکومت کی بسیں ہیں۔ انگریز آبادی کا ایک الگ اسکول ہے۔ جس سے قطری بالکل الگ تھلگ ہیں۔ لڑکیوں میں تعلیم عام نہیں۔ چھوٹی بچیوں کے لئے صرف ایک اسکول ہے۔ اور قطری علماء انگریزی تعلیم، انگریزی تہذیب یہاں تک کہ انگریزی کھیلوں (جن میں سے یہاں صرف فٹ بال۔ بیڈمنٹن اور رنگ پانگ رائج ہیں) کے خلاف بھی فتویٰ صادر کرنے سے نہیں چوکتے۔ فٹ بال قطریوں کا ہر دل عزیز کھیل ہے۔

قطر میں عربی اور انگریزی دونوں وقت سرکاری طور پر رائج ہیں۔ ان کا قومی کلینڈر سورج ڈوبنے کے ساتھ طلوع ہوتا ہے جب سورج ڈوبتا ہے تو قطر میں ۱۲ بجتے ہیں۔ اور نئے دن کی تاریخ شروع ہو جاتی ہے۔ ایرانی قطری گھروں میں فارسی بولتے ہیں۔ لیکن عام بول چال کی زبان عربی ہی ہے۔ اردو بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ قطر میں صرف ایک سینما ہے جو مسعید میں تیل کمپنی کے علاقہ میں واقع ہے۔

تعلیم کی طرح قطر کی حکومت صحت عامہ کے لئے بیدریغ روپیہ خرچ کر رہی ہے۔ حال ہی میں چھ سات کروڑ کے صرفہ سے ایک جدید ترین طرز کا ہسپتال تعمیر ہوا ہے۔ بیماریوں کو پھیلنے سے روکنے کے لئے مچھروں اور مکھیوں پر قابو پالیا گیا ہے۔ ایکس رے کی بہت فراوانی ہے اور تمام قطریوں کا ایکسرے ہو گیا ہے۔ مقامی طور پر لاعلاج مریضوں کو حکومت اپنے خرچ پر ہندوستان، لبنان، مصر یا انگلستان بھی بھیجتی ہے۔ قطر میں صاف پانی کا اچھا انتظام نہیں ہے۔ اس کے لئے حکومت پائپ سسٹم کو رائج کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور سمندر کا پانی بڑے پیمانہ پر نتھار کر دیا جانے لگا ہے۔

قطر کے عوام مجموعی طور سے اپنی حکومت سے مطمئن ہیں۔ ان کا شیخ ان کے ساتھ جامع مسجد میں نماز پڑھتا ہے۔ اور سب سے مل جل کر بات چیت اور مشورہ کرتا ہے۔ علی بن عبداللہ کی فطری نیکی علم دوستی اور رعایا کے لئے ہمدردی کے جذبہ نے نہیں قطریوں کے لئے محبوب ترین ہستی بنا دیا ہے۔ پھر بھی نئی نسل حالات سے بظاہر مطمئن ہوتے ہوئے کچھ بیزار سی نظر آتی ہے قطر سے کوئی اخبار نہیں نکلتا۔ کوئی باقاعدہ سیاسی پارٹی نہیں مگر انگریزوں سے نفرت کے جذبے نے نوجوان اور خاص کر تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک مبہم سا قومی احساس پیدا کر دیا ہے۔ مشرق وسطیٰ کی تمام قومی تحریکوں سے ان کی ہمدردیاں وابستہ ہیں۔

عربوں اور سعودی عرب کے لئے ایک عام جذبہ ہمدردی پایا جاتا ہے۔ مگر عوام میں قومی یا سیاسی شعور نہیں۔ تاہم قوم پرستی کا یہ مبہم سا احساس جو قطر کی نوجوان نسل کے ذہنوں میں خوابیدہ ہے کبھی نہ کبھی ایک جاندار نیشنلزم کی شکل ضرور اختیار کرے گا اور قطری بھی مشرق وسطیٰ سے بدلیسی سامراجیوں کے نکالنے میں کوئی موثر قدم اٹھائیں گے۔ سردست ان کا سارا اقتصادی نظام انگریزوں کا رہین منت ہے۔ قطریوں کو زندہ قوموں کے دوش بدوش آنے کے لئے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا پڑے گا۔ لیکن یہ کب اور کس طرح ممکن ہو گا اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ (مشرق وسطیٰ)

مآثر لاہور

مصنفہ سید ہاشمی فرید آبادی

یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصّہ "ارباب سیف و سیاست" کے نام سے تاریخی حالات کے ساتھ قدیم لاہور کے والیوں کا تذکرہ سناتا ہے۔ دوسرا "صاحبان علم و قلم" سے موسوم ہے اور مشائخ، علماء، مصنّفین و شعراء لاہور سے اختصاص رکھتا ہے۔ پاکستان کے قدیم ثقافتی مرکز لاہور کے متعلق اس انداز کی کوئی کتاب اس سے قبل تصنیف نہیں ہوئی۔ دونوں حصّے یکجا مجلد -/۶/۸ روپے۔

قرآن اور علم جدید

مصنّفہ محمد رفیع الدین

فاضل مصنّف نے بتایا ہے کہ علوم جدیدہ اور قرآن کے درمیان کیا رشتہ ہے۔ اسلام کی نظر میں علوم کی اہمیت کیا ہے۔ اور ہمارے روزمرہ کے مسائل کا حل کیا ہے۔ قیمت ۸/۶ روپے۔

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ ۲ کلب روڈ۔ لاہور